آئینہ انجمن

صفر المظفر، 1446ھ، اگست 2024ء

شمارہ نمبر: 66

021 - 34993436 - 7

www.quranacademy.edu.pk

مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ
B - 375 علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی

آئینہ انجمن

اس شمارے میں

نمبرشمار	عنوان	صاحب تحریر	صفحہ نمبر
01	فرمان باری تعالی و فرمان نبوی ﷺ	----	02
02	اداریہ : صبر کی حقیقت	ڈاکٹر انوار علی ابرار	03
03	حمد باری تعالی و نعت رسول پاک ﷺ	شاہین فصیح / تابش الوری	05
04	ملفوظات صدر مؤسس انجمن خدام القرآن	ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ	06
05	اقتباس نگران انجمن خدام القرآن	شجاع الدین شیخ	07
06	قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل	استاذ عاطف محمود	08
07	جدید طرز زندگی میں بچوں کی کردار سازی	راحیل گوہر صدیقی	11
08	منظم مسلح جدوجہد ۔ تاریخ اسلامی کا درخشندہ باب	حافظ حذیفہ محمود	14
09	مسلمانوں کے لیے کامیابی کا معیار	سعید الامین	17
10	قائد اعظم کا نظریۂ پاکستان	احمد رضا	21
12	انجمن خدّام القرآن کے تحت جاری سرگرمیاں	ماہانہ رپورٹ	24
12	شعبۂ ملٹی میڈیا	ماہانہ رپورٹ	27

فرمان الٰہی جل جلالہ

و

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ. (الحج: 11)

ترجمہ: "اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے، اگر فائدہ ہوا تو مطمئن ہو گیا اور جو کوئی مصیبت آ گئی تو اُلٹا پھر گیا۔"

تشریح: اس سے مراد ہیں وہ خام سیرت، مضطرب العقیدہ اور بندۂ نفس لوگ جو اسلام قبول تو کرتے ہیں مگر فائدے کی شرط کے ساتھ۔ ان کا ایمان اس شرط کے ساتھ مشروط ہوتا ہے کہ ان کی مرادیں پوری ہوتی رہیں، ہر طرح چین ہی چین نصیب ہو، نہ خدا کا دین ان سے کسی قربانی کا مطالبہ کرے اور نہ دنیا میں ان کی کوئی خواہش اور آرزو پوری ہونے سے رہ جائے۔ یہ ہو تو خدا سے وہ راضی ہیں اور اس کا دین ان کے نزدیک بہت اچھا ہے۔ لیکن جہاں کوئی آفت آئی، یا خدا کی راہ میں کسی مصیبت اور مشقت اور نقصان سے سابقہ پیش آ گیا، یا کوئی تمنا پوری ہونے سے رہ گئی، پھر ان کو خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت اور دین کی حقانیت، کسی چیز پر بھی اطمینان نہیں رہتا۔ پھر وہ ہر اُس آستانے پر جھکنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں جہاں سے ان کو فائدے کی امید اور نقصان سے بچ جانے کی توقع ہو۔ (تفہیم القرآن۔۔۔ ابو الاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ، فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَيْهِ، فَوَجَدْتُ حَرَّهُ بَيْنَ يَدَيَّ فَوْقَ اللِّحَافِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَشَدَّهَا عَلَيْكَ، قَالَ: "إِنَّا كَذَلِكَ يُضَعَّفُ لَنَا الْبَلَاءُ وَيُضَعَّفُ لَنَا الْأَجْرُ"، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: "الْأَنْبِيَاءُ"، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "ثُمَّ الصَّالِحُونَ، إِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيُبْتَلَى بِالْفَقْرِ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُهُمْ إِلَّا الْعَبَاءَةَ يُحَوِّيهَا، وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيَفْرَحُ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالرَّخَاءِ." (سنن ابن ماجہ، رقم الحديث: 4024)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کو بخار آ رہا تھا، میں نے اپنا ہاتھ آپ پر رکھا تو آپ کے بخار کی گرمی مجھے اپنے ہاتھوں میں لحاف کے اوپر سے محسوس ہوئی، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کو بہت ہی سخت بخار ہے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہمارا یہی حال ہے ہم لوگوں پر مصیبت بھی دگنی (سخت) آتی ہے، اور ثواب بھی دگنا ملتا ہے"، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کن لوگوں پر زیادہ سخت مصیبت آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "انبیا پر"، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! پھر کن پر؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پھر نیک لوگوں پر، بعض نیک لوگ ایسی تنگ دستی میں مبتلا کر دیے جاتے ہیں کہ ان کے پاس ایک چوغہ کے سوا جسے وہ اپنے اوپر لپیٹے رہتے ہیں کچھ نہیں ہوتا اور بعض آزمائش سے اس قدر خوش ہوتے ہیں جتنا تم میں سے کوئی مال و دولت ملنے پر خوش ہوتا ہے۔" (مشکل پر خوشی کی وجہ یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں ثواب ملتا ہے۔ مشکل ختم ہو جائے گی لیکن اس کا ثواب جنت میں ہمیشہ کی نعمتوں کا باعث ہو گا۔)

صبر کی حقیقت

ڈاکٹر انوار علی ابرار
مدیر تعلیم انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں بارہا صبر کرنے کی اہمیت، حکمت اور صبر کرنے والوں کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ کہیں ان صبر کرنے والوں کو ہمت بندھائی یہ فرما کر کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (البقرہ : 153) اور کہیں ان سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا (آل عمران : 146)۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے بھی کبھی جنت کی قیمت صبر کو ہی ٹھہرایا یہ فرما کر کہ صبر کا بدلہ جنت ہے (بخاری) اور کہیں سب سے بہتر اور کشادہ نعمت صبر کو ہی قرار دیا (بخاری)۔ یہ صبر اپنے اندر دو اہم پہلو رکھتا ہے ایک وہ ہے جس کا تعلق ایک انسان کا انسان ہونے سے ہے۔ زندگی کے دکھ، آلام و مصائب اور مشکلات ہر انسان کے لیے کھلی حقیقتیں ہیں اور بحیثیت مسلمان اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنا بے انتہا اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اللہ کے بندوں کی صفات میں ایک اہم صفت یہ صبر ہے۔ ایک مسلمان کا ایمان اس کو یہ بتاتا ہے کہ زندگی کی ہر مصیبت اس کے لیے خیر ہی کا باعث بنتی ہے یہاں تک کہ پاؤں میں چبھنے والا کانٹا بھی اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ البتہ صبر کا دوسرا پہلو اس والے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ جس کا تعلق واقعتاً صبر کے اصلی معنوں سے ہے۔ یعنی ڈٹ جانا، جھیلنا اور ثابت قدم رہنا۔ یہ ڈٹ جانا کیا ہے؟ یہ ہے اپنے عظیم مقصد یعنی اللہ کی رضا پانے کے لیے اس کی فرمانبرداری پر ڈٹ جانا، یہ جھیلنا کیا ہے؟ یہ ہے اللہ کے دین کی محنت میں آنے والی مشکلات کو ہمت سے جھیلنا اور یہ ثابت قدمی کیا ہے؟ یہ ہے اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت میں اور گناہوں کے راستے کو ترک کردینے میں ثابت قدمی دکھانا۔

موجودہ حالات جہاں رسول اللہ ﷺ کی ان پیشین گوئیوں کی سچائی کا عملی ثبوت ہیں جس میں آپ علیہ السلام نے فتنوں کے پے در پے وارد ہونے کی خبر دی وہیں آج کے مسلمان کی عملی آزمائش کا سبب بھی ہیں۔ آج ایک نیک انسان کا جینا مشکل ہوچکا، آج ایک اللہ کا بندہ اپنے رب کی اطاعت میں اکیلا ہوتا جارہا ہے، آج رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر استقامت دکھانا بالفعل ہاتھ پر انگارہ رکھنے کے مترادف ہوچکا ہے۔ یہ معاملہ بڑی آزمائش بن چکا کہ حلال پر اکتفا کرتے ہوئے زندگی گزاری جائے۔ اب سچ کو اپنانا اور سچ کا ساتھ دینا مشکل تر ہوچکا۔ شرافت اب ایک عیب ہے اور عیاری اب ایک ہنر ہے۔ ایسے میں دین کے احکامات پر ڈٹے رہنا، حدود اللہ کو پامال نہ ہونے دینا اور گناہوں سے اپنے دامن کو بچائے رکھنا، یہ وہ مظاہر ہیں جن کا عنوان صبر ہے۔

یہ صبر اپنی اعلیٰ ترین منزل میں داخل ہوتا ہے جب ایک اللہ کا بندہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ دین کو دوسروں تک پہنچانے اور اس کو بالفعل نافذ اور قائم کرنے کی محنت میں اپنی جان، مال، وقت اور صلاحیت لگاتا ہے۔ یہی وہ اقدام ہے جس کا نتیجہ تمام تر طاغوتی قوتوں کو اپنا دشمن بنانے کا سبب بنتا ہے۔ یہی وہ صبر ہے جس کی تدریج سورۃ البقرہ کی آیت 177 میں اس طرح نظر آتی ہے کہ "صبر کرنے والے مشکل میں، سختی میں اور

عین جنگ کے میدان میں "یہی وہ صبر ہے۔ جس کی تلقین حضرت لقمان اپنے بیٹے کو کر رہے ہیں کہ " نیکی کا حکم دے اور برائی سے روک اور پھر اس راہ میں جو مشکلات آئیں ان پر صبر کر" اور یہی وہ صبر ہے جس کو نجات کی لازمی شرط کے طور پر سورۃ العصر میں اللہ رب العزت کی طرف سے اپنے بندوں کے سامنے رکھا گیا کہ "قسم ہے تیزی سے گزرتے ہوئے زمانے کی! بے شک تمام انسان یقیناً خسارے میں ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے اور جنھوں نے مل جل کر ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور جنھوں نے مل جل کر ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔" کیونکہ صبر اس راستے کی زمین ہے جو راستہ حق کی وصیت کا راستہ ہے۔ آج کے حالات حقیقت میں تو آزمائش ہی ان اللہ کے بندوں کے لیے ہیں جو اللہ کے دین کی محنت میں لگے ہیں۔ اگر ان حالات سے شکست کھا کر وہ اپنے مقصد سے پیچھے ہٹ گئے یا سست روی کا شکار ہو گئے تو یہ طاغوت کی جیت ہوگی۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ رفتار اور بڑھا کر، مشعلوں کو اور جلا کر، ایک دوسرے کا دست و بازو بنتے ہوئے نہ صرف اللہ کی اطاعت پر ہر صورت ثابت قدم رہا جائے بلکہ اللہ کے دین کو قائم کرنے کی عملی جدوجہد کا حصہ بن کر صبر کی اصل منزلوں کو پانے کی سعادت حاصل کی جائے۔ اللہ ہم سب کو اس راستے کی استقامت عطا فرمائے۔

حکمت و دانش

فرائض کی تفہیم

دنیا کا یہ طلسم خانہ رنگا رنگ عجائبات سے معمور ہے۔ قسم قسم کی مخلوقات ہیں، ہر مخلوق کی علیحدہ علیحدہ صفتیں اور خاصیتیں ہیں۔ جمادات سے لے کر انسان تک اگر نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ بتدریج اور آہستہ آہستہ ان میں احساس، ادراک اور ارادہ کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ جمادات کی ابتدائی قسم مثلاً ذرات (ایٹمز) یا پتھر ہر قسم کے احساس، ادراک اور ارادہ سے خالی ہیں۔ حیوانات میں احساس کے ساتھ ارادہ کی حرکت بھی ہے۔ انسان میں احساس، ادراک اور ارادہ پورے کمال کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ یہی احساس، ادراک اور ارادہ ہماری ذمہ داریوں کا اصل سبب ہے۔

مخلوق کی جس صنف میں جس حد تک یہ چیزیں کم ہیں اسی حد تک وہ ارادی فرائض کی ذمہ داریوں سے آزاد ہے۔ جمادات سرے سے ہر قسم کے فرائض سے محروم ہیں۔ نباتات میں زندگی اور موت کے کچھ فرائض پیدا ہو جاتے ہیں۔ حیوانات میں کچھ اور فرائض بڑھ جاتے ہیں۔ انسان کو دیکھیے تو وہ فرائض کی پابندیوں سے سراسر جکڑا ہوا ہے۔ پھر انسان کے مختلف افراد پر نظر ڈالیے تو وہ مجنوں، پاگل، بے وقوف، بچے ایک طرف اور عاقل، بالغ دانا، ہوش یار، عالم دوسری طرف، اسی احساس، ادراک اور ارادہ کی کمی بیشی کے لحاظ سے اپنے اپنے فرائض کچھ نہیں رکھتے یا کم رکھتے ہیں یا بہت زیادہ رکھتے ہیں۔

دوسری حیثیت میں دیکھیے کہ جس مخلوق میں احساس، ادراک اور ارادہ کی جتنی کمی ہے اتنی ہی فطرت اور قدرت الٰہی اس کی پرورش اور نشوونما کے فرائض کا بار خود اپنے اوپر اُٹھائے ہوئے ہے اور جیسے جیسے مخلوقات آنکھیں کھولتی جاتی ہے۔ فطرت اس بار کو اس کے احساس و ادراک و ارادہ کے مطابق ہر صنفِ مخلوق پر ڈالتی ہے۔ جہاں جس حد تک احساس، ادراک اور ارادہ کی کمی ہے۔ فطرت اور قدرت خود اس کمی کی کفالت کر لیتی ہے۔ اور جیسے جیسے مخلوقات الٰہی درجہ بدرجہ بلوغ کے مرتبے کو پہنچ جاتی ہے۔ فطرت منافع کی صورتیں خود ان کے قویٰ کے سپرد کر کے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ (خطباتِ مدراس از سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ)

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہٗ
و
نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

چاند سورج کو روشنی بخشی — پھول کلیوں کو تازگی بخشی
ذرّے ذرّے کو زندگی بخشی — اپنے ہونے کی آگہی بخشی
اپنے بندوں کو بندگی بخشی — نورِ ایماں کی سرخوشی بخشی
زہد و تقویٰ پہ برتری بخشی — ورنہ سب کو برابری بخشی
چار شعروں پہ شاد ہوں کہ فصیح — رب نے توفیق حمد کی بخشی

شاہین فصیح ربانی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رات دن اہلِ جنوں کا جمگھٹا اچھا لگا — جشنِ دربارِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اچھا لگا
اُس طرف جو بھی نظر اُٹھی نچھاور ہوگئی — روضۂ اطہر کا ہر اک زاویہ اچھا لگا
آئینہ کی طرح ساری زندگی شفاف ہے — سیرتِ اقدس کا اک اک واقعہ اچھا لگا
ایک اللہ، ایک قرآن، ایک امت، ایک رسول — ایک پیراہن میں سارا قافلہ اچھا لگا
آنکھ میں آنسو، لبوں پر ذکر، دل میں مدعا — جالیوں کو دور سے بھی چومنا اچھا لگا
کاش میری کاوشوں کو یوں پذیرائی ملے — بس وہ فرمادیں، جو تابش نے کہا اچھا لگا

سید تابش الوری

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

بچوں پر روک ٹوک

آج کل مغرب کے اثر کے تحت یہ سوچ عام ہوگئی ہے کہ بچوں پر کوئی روک ٹوک نہ لگاؤ، اس لیے کہ یہ بات اُن کی نشوونما (development) میں رکاوٹ بنتی ہے۔ یہ سوچ سراسر حماقت ہے اور یہ حضور اکرم ﷺ کی تعلیم کے برعکس ہے۔ ہمیں تو یہ تعلیم ملی ہے کہ اپنی چھڑی کو کبھی اُٹھا کر نہ رکھ دینا، بلکہ اولاد کو سیدھا رکھنے کے لیے اس کو استعمال کرنا ہے۔ اولاد کو محبت بھی بھرپور دو مگر ساتھ ہی اُن پر کڑی نظر رکھو۔ جیسے ہمارے ہاں ایک کہاوت ہے کہ ”کھلاؤ تو چوری چور کے اور دیکھو گھور کے“بچوں کے اوپر جب تک بڑوں کا رعب نہ ہو، بڑوں کا خوف نہ ہو، بڑوں کی حیا نہ ہو کہ میرے اس کام پر والد کیا کہہ دیں گے تو ہمارے نزدیک اُن کی صحیح انسانی نشوونما (human development) نہیں ہوتی۔ وہ بچے جنہیں آپ جری، بے شرم، بے حیا اور بے ادب بنا دیتے ہیں وہ پھر آپ کے سینے پر مونگ دلتے ہیں آپ کے بڑھاپے کے اندر سوہانِ روح بنتے ہیں۔ ان کے اندر کہاں سے وہ آداب آجائیں گے اور کہاں سے وہ تہذیب آجائے گی جو بچپن میں انہیں سکھائی نہ گئی ہو؟ اس طرح نماز کے بارے میں حکم ہے کہ بچے کو سات سال کی عمر میں نماز کی تلقین شروع کردو اور دس برس کے بعد بھی اگر بچہ نماز نہیں پڑھتا تو اس کو مارو۔

اس ضمن میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ملاحظہ ہو:

”اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہوجائیں، اور جب دس برس کے ہوجائیں تو نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو۔ اور ان کے بستر الگ کردو۔“ (سنن ابی داوٗد)

(اسلام میں شرم وحیا اور استقامت کی اہمیت، خطاب جمعہ 28 مارچ 2008ء)

اقتباسِ نگرانِ انجمن خُدّام القرآن، کراچی

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

ترجیحات کا مسئلہ

دنیا میں چند لاکھ یا چند کروڑ ڈالرز کا نقصان ہو جائے تو اس کا ازالہ ممکن ہے لیکن آخرت کا مسئلہ بہت بڑا ہے۔ وہاں کا خسارہ بڑا خسارہ ہے۔ اس خسارے سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچایئے۔ آج دجالی فتنوں کا طوفان ہے، مصروفیات اتنی بڑھ گئی ہیں، کیا آج بچوں پر کوئی توجہ ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ کیا اپنی اولاد کے ساتھ ہمارا کوئی ذاتی تعلق مضبوط ہے؟ ہمارے گھر میں اللہ کی کتاب، اللہ کا دین بھی ترجیحات میں شامل ہے یا نہیں۔ اگر ہم اپنی اولاد کو مناسب وقت نہیں دیں گے، ان کی تربیت پر توجہ نہیں دیں گے تو دجالی فتنے ان کا سارا وقت لینے کے لیے موجود ہیں اور ان کی آخرت برباد کرنے کے لیے بہت کچھ ان کے ہاتھ میں آچکا ہے۔ آج سوشل میڈیا کی وجہ سے ہمارے بچوں کے عقیدے، افکار اور نظریات کس حد تک بگاڑ دیے گئے ہیں کہ وہ خدا پر سوال اٹھا رہے ہیں، والدین کے حقوق پر سوال اُٹھا رہے ہیں۔ یہ وحی کی تعلیم سے دوری کا نتیجہ ہے۔ ذرا اُن نو مسلموں پر بھی غور کیجیے کہ وہ وحی کی تعلیم کو کتنی اہمیت دے رہے ہیں۔ ہمیں ماں کی گود میں کلمہ مل گیا۔ اس لیے کلمہ کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ کرنا ہو تو نو مسلوں کے خیالات معلوم کیجیے۔ ایک نو مسلم رو رو کر اپنے بیٹوں سے کہہ رہا تھا: بیٹا! مجھے اس بات کی فکر نہیں ہے کہ تو تھوڑا کما رہا ہے یا زیادہ، مجھے تو فکر اس بات کی ہے کہ تو جہنم کی آگ کا نوالہ نہ بن جائے۔ ذرا سوچیے! کیا ہمیں بھی اپنی اولاد کی اتنی فکر ہے؟ ہم تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں کہ ہم دن میں کتنی بار اپنے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور کتنی مرتبہ اپنی اولاد کے لیے کرتے ہیں۔ اس سے پتہ چل جائے گا کہ ہم لوگ جہنم کے بارے میں سنجیدہ ہیں یا نہیں؟ بچے کی نماز ضائع ہو رہی ہو، قرآن بند ہو، خدا نخواستہ اس کی اقدار کا بیڑا غرق ہو رہا ہو، دجالی فتنے کی طرف، شیطانی حملوں کی طرف جا رہا ہو اس پر بھی ہمیں کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے؟ محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر کسی کی دین داری کا اندازہ لگانا ہو تو دیکھو کہ اس نے اپنی اولاد کو کہاں لگا رکھا ہے؟ مسئلہ صرف ترجیحات کا ہے جو ہمارے فکر و عمل میں بسی ہوتی ہیں۔ (خطابِ جمعہ، قرآن اکیڈمی، لاہور، جولائی 2024ء)

قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کی صرفی و نحوی تحلیل

سورۃ الملک

عاطف محمود

ناظم تعلیم و استاذ، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

سورۃ الملک کی فضیلت :

3- عَنْ جَابِرٍأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الم تَنْزِيلُ وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک کہ سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک کی تلاوت نہیں فرما لیتے تھے۔

لغوی و صرفی تحقیق :

يَنَامُ	ن و م (س)	فعل مضارع	صیغہ واحد مذکر غائب	وہ سوتا ہے

نحوی ترکیب :

عَنْ جَابِرٍ	أَنَّ	النَّبِيَّ	كَانَ	لَا يَنَامُ	حَتَّى	يَقْرَأَ	الم تَنْزِيلُ وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ
جار+مجرور	حرف مشبہ بالفعل			لائے نفی+فعل مضارع +فاعل (ھو)	حرف غایہ	فعل مضارع+فاعل (ھو)	مفعول
متعلق محذوف	-	-	-		متعلق		
-	-	-	فعل ناقص+اسم کان (ھو)	جملہ فعلیہ خبر کان			
-		اسم ان	خبر ان				
-	جملہ اسمیہ						

سورۃ الملک (آیات 1 تا 3)

آیت نمبر 1 : تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ (1)

ترجمہ : بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں کل بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔

لغوی و صرفی تحقیق :

تَبٰرَكَ	ب ر ک (تفاعل)	فعل ماضی	صیغہ واحد مذکر غائب	وہ بڑی برکت والا ہوا، وہ بڑی برکت والا ہے۔
الْمُلْكُ	م ل ک (ض)	اسم		بادشاہت، قابل تصرف مملوکہ چیز
قَدِيْرٌ	ق د ر (ض)	اسم المبالغہ		خوب قدرت رکھنے والا

نحوی ترکیب:

تَبٰرَكَ	الَّذِیْ	بِ	يَدِهِ	الْمُلْكُ
-	-	-	مضاف + مضاف الیہ	-
-	-	جار	مجرور	-
-		خبر مقدم		مبتداء مؤخر
-	اسم موصول	جملہ اسمیہ خبریہ (صلۃ الموصول)		
فعل ماضی	فاعل			

وَ	هُوَ	عَلٰی	كُلِّ شَیْءٍ	قَدِیْرٌ
حرف عطف	-	-	مضاف+مضاف الیہ	-
-	-	جار	مجرور	-
-	مبتداء	متعلق		خبر

آیت نمبر 2: الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾

ترجمہ: جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون اعمال کے اعتبار سے اچھا ہے اور وہ تو ہے ہی زبردست اور بہت معاف فرمانے والا۔

لغوی وصرفی تحقیق:

خَلَقَ	خ ل ق (ن)	فعل ماضی	صیغہ واحد مذکر غائب	اُس نے پیدا کیا
یَبْلُوَ	ب ل و (ن)	فعل مضارع	صیغہ واحد مذکر غائب	وہ آزماتا ہے
اَحْسَنُ	ح س ن (ک)	اسم التفضیل		سب سے بہتر، سب سے عمدہ، سب سے اچھا
الْعَزِیْزُ	ع ز ز (ض)	اسم المبالغہ		سب پر غالب
الْغَفُوْرُ	غ ف ر (ض)	اسم المبالغہ		بہت معاف فرمانے والا

نحوی ترکیب:

الَّذِیْ	خَلَقَ	الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ	لِ	یَبْلُوَكُمْ	اَیُّكُمْ	اَحْسَنُ	عَمَلًا
-	-	-	-	-	مضاف+مضاف الیہ	-	-
-	-	-	-	-	مبتداء	خبر	تمییز
-	-	-	-	فعل+فاعل (ھو)+مفعول1	مفعول نمبر2		
-	-	معطوف علیہ + معطوف	جار	مجرور			
-	فعل+فاعل (ھو)	مفعول	متعلق				
اسم موصول	صلۃ الموصول						
بدل ہے گزشتہ آیت کے الذی کا							

وَ	هُوَ	الْعَزِیْزُ	الْغَفُوْرُ
حرف عطف	مبتداء	خبر نمبر1	خبر نمبر2
-	جملہ اسمیہ خبریہ عطف ہے ماقبل پر		

آیت نمبر3 : الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳

ترجمہ : جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے تواے مخاطب! تم رحمن کی تخلیق میں کسی بھی قسم کی کوئی کمی بیشی نہیں پاؤ گے تو نظر اٹھا کر دیکھ لو کیا تمہیں کوئی بھی شگاف نظر آتا ہے۔

لغوی وصرفی تحقیق :

طِبَاقًا	ط ب ق (مفاعلہ)	مصدر		دو چیزوں کو یکساں کرنا، برابر کرنا، تہہ بہ تہہ کرنا
تَرٰی	ر ء ی (ف)	فعل مضارع	صیغہ واحد مذکر حاضر	تم دیکھتے ہو
تَفٰوُتٍ	ف و ت (تفاعل)	مصدر		دو چیزوں میں فرق ہونا، کم وبیش ہونا، فرق، اختلاف، کمی بیشی
ارْجِعِ	ر ج ع (ض)	فعل امر	صیغہ واحد مذکر حاضر	تو لوٹا لے
فُطُوْرٍ	ف ط ر (ن)	فطر کی جمع		پھٹن، شگاف، رخنہ، خلل

نحوی ترکیب :

الَّذِیْ	خَلَقَ	سَبْعَ سَمٰوٰتٍ	طِبَاقًا
اسم موصول	-	مضاف+مضاف الیہ	-
-	-	موصوف	صفت
-	فعل+فاعل (ھو)	مفعول	
-	صلۃ الموصول		
گزشتہ آیت کے الذی سے بدل یا الغفور کی صفت			

مَا	تَرٰی	فِیْ	خَلْقِ الرَّحْمٰنِ	مِنْ تَفٰوُتٍ
-	-	-	مضاف+مضاف الیہ	من زائدہ+مجرور
-	-	جار	مجرور	-
نافیہ	فعل مضارع+فاعل (انت)	متعلق		مفعول (لفظاً مجرور محلاً منصوب)
جملہ فعلیہ خبریہ سبع سموت کی صفت ثانی یا حال				

فَ	ارْجِعِ	الْبَصَرَ	هَلْ	تَرٰی	مِنْ فُطُوْرٍ
جواب شرط پر واقع ہونے والا	فعل امر+فاعل (انت)	مفعول		-	من زائدہ+مجرور
-	جواب شرط		حرف استفہام	فعل مضارع+فاعل (انت)	مفعول: لفظاً مجرور محلاً منصوب
شرط محذوف ہے (ان کنت فی ریب من ذالک)			جملہ فعلیہ انشائیہ محلاً مفعول محذوف فعل کا (وانظر)		

(۔۔۔ جاری ہے)

جدید طرزِ زندگی میں بچوں کی کردار سازی

راحیل گوہر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

معاون شعبہ تصنیف و تالیف، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

مرحوم راحیل گوہر صدیقی جو شعبہ تصنیف و تالیف قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں ایڈیٹر مجلہ آئینۂ انجمن کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں سرانجام دے رہے تھے۔ گذشتہ ہفتے یعنی 31 جولائی 2024ء کو قضائے الٰہی سے اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ وفات سے تین چار ایام قبل انہوں نے مجلے کا ابتدائی مواد اور اپنا لکھا آخری مضمون مہیا کیا اور اس کے بعد بیمار ہو گئے، اور تین سے چار روز بیمار رہ کر اس دنیائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ ہم اللہ عزوجل کے حضور دعا گو ہیں کہ مرحوم کے ایمان واعمال کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اعلیٰ علیین میں انبیاء، صدیقین اور شہداء کی انعام یافتہ جماعت کے ساتھ ان کا حشر فرمائے۔ اور دنیا میں ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل اور زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم ایسے مصاحبین کو ان کی طرح استقامت فکر اور سلامت طبع کے ساتھ متصف فرمائے۔ (مدیر ادارہ سید سلیم الدین)

"ہر بچہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، مجوسی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔" (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 1385)

آپ ﷺ نے انسان کی خلقت کے حوالے سے یہ بنیادی اصول ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ پیدائشی طور پر فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے اس کے بعد اس کے والدین اس کی ذہنی تشکیل و تعمیر کرتے ہیں اور اُسے جس رنگ میں چاہیں ڈھال دیتے ہیں۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان انسان کے عقائد و نظریات کے بناؤ اور بگاڑ کے سلسلے میں ہے جس کے تحت وہ پھر اپنی پوری زندگی بسر کرتا ہے۔ لیکن ہر بچے کی زندگی کی ترجیحات اور مشاغل میں ایسی چیزیں شامل ہوتی ہیں جو اس کے شوق اور طبیعت کے میلان کو ظاہر کرتی ہیں۔ کسی مخصوص کھیل یا تفریح میں اس کی گہری دلچسپی اس کے کردار و عمل میں مثبت یا منفی اثرات پیدا کرتی ہے۔ اس کی اس کھیل اور تفریح میں وہ کھلونے بھی شامل ہیں جو اس کے ذہنی رجحان کی عکاسی کرتے ہیں۔

بعض بچے تکنیکی ذہن کے حامل ہوتے ہیں اور ہمہ وقت اشیا کی ساخت، بناوٹ اور اس کی مرمت سازی میں منہمک رہتے ہیں۔ اس کے برخلاف کچھ بچے ادبی ذہن رکھتے ہیں، ان کو بچپن سے ہی کہانیاں، داستانیں اور حیرت انگیز واقعات پڑھتے رہنے کا جنون ہوتا ہے۔ بچوں کے اس قبیل میں بعض ہمہ وقت لڑنے، جھگڑنے، دنگا فساد اور دھینگا مشتی کرنے میں ہی اپنا وقت برباد کرتے رہتے ہیں۔ وہ نہ گھروں میں نچلے بیٹھتے ہیں اور نہ اسکولوں اور مدرسوں میں، یہی بچے بسا اوقات ایسی چیزوں کی فرمائش کر بیٹھتے ہیں جو نہ صرف خود اُن کے لیے بلکہ دیگر افراد کے لیے بھی نقصان دہ اور ضرر رساں ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر آج کل معاشرے میں پھیلی دوسری خرافات کے ساتھ بچوں کی اکثریت میں کھلونوں کی شکل کے ہتھیاروں سے کھیلنے کا رجحان پیدا ہوا گیا ہے۔ یہ نقلی ہتھیار بچے کبھی اپنی جیب خرچ سے از خود بھی حاصل کر لیتے ہیں یا پھر اُن کے والدین اور سرپرست خرید کر دیتے ہیں۔

اکثر والدین اور سرپرست بچوں کی ناز برداریاں اٹھاتے ہوئے اُن کی ہر فرمائش پوری کرنا اپنے لیے لازم سمجھتے ہیں۔ یہ غیر ضروری فرمائشیں ہیں جو کسی حد تک خطرے کی علامت ہوتی ہیں اور آگے چل کر بچوں اور معاشرے کے دیگر افراد کے لیے وبالِ جان بن جاتی ہیں۔ ہماری قوم کا المیہ یہ ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم پر زور دیتی ہے اور اس معاملے میں جتنی حساسیت کا مظاہرہ کرتی ہے، اس کا عشر عشیر بھی بچوں کی تربیت پر دھیان نہیں دیتی۔ جب کہ تعلیم کے ساتھ مناسب اور صحت مند تربیت بھی لازم و ملزوم ہیں۔

علمائے نفسیات کہتے ہیں کہ بچے کی اصل شخصیت بچپن میں ہی بن جاتی ہے اور بچپن جو اثرات اُن کے ذہن پر چھوڑتا ہے وہ مستقل اور پائدار ہوتے ہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق بچوں کی شخصیت کی مثبت یا منفی تعمیر کا اسّی فیصد حصہ ابتدائی چھے سال کی عمر تک مکمل ہو جاتا ہے۔ پھر باقی زندگی انھی محاسن و معائب کا عکس ہوتا ہے۔ اس عمر میں مزاج، عادات اور ذوق و شوق کو جس راہ پر ڈال دیا جائے آئندہ بھی وہ اس اچھی یا بری راہ کا مسافر بنا رہتا ہے۔

مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی اپنی تالیف "اخلاق اور فلسفہ اخلاق" میں رقم طراز ہیں کہ:

"جن اعمال کو ہم نے زندگی کے ابتدائی دور میں انجام دیا تھا ہماری ساری زندگی ان ہی اعمال و افکار کی تکرار کا نام رہ جاتا ہے۔ پس اگر ہم بچپن ہی سے اچھی عادتیں اپنے اندر پیدا کر لیں تو بقیہ زندگی میں بھی ہم ان ہی عادات کی طرف متوجہ رہیں گے اور اِن ہی کو اپنا مقصدِ حیات بنائیں گے اور اُن سے بہت فائدہ اٹھائیں گے۔"

اصل بات یہ ہے کہ بندوقوں اور پستولوں کا کھلونوں کی صورت میں ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا، قابلِ غور بات یہ ہے کہ جس قسم کے کھلونے بچوں کے ہاتھ میں دے کر دانستہ یا نادانستہ ان کو مصنوعی تخریب کاری کی تربیت دی جا رہی ہے کل جب یہی بچے سنِ شعور کو پہنچیں گے تو بہت ممکن ہے کہ وہ اصل ہتھیار بھی ہاتھ میں اٹھا لیں۔ کیونکہ آج ایک دوسرے کو پلاسٹک کے چھروں سے ہراساں کر کے بھگایا جا رہا ہے تو آئندہ اپنے دشمنوں اور مخالفین کو آتشیں اسلحہ سے بھی بھونا جا سکتا ہے۔ اسلحہ ہاتھوں میں تھامنا، مورچہ بندی کرنا تو وہ بچپن سے ہی سیکھ لیتے ہیں، ٹرائیگر بھی بہ خوبی دبا سکتے ہیں تو جس ماحول میں اور جس قسم کی منفی تربیت میں عہدِ طفولیت گزارا ہو گا وہ جوانی کے جوش اور ولولے کی کیفیت میں بھلا کیوں کر بھلایا جا سکتا ہے۔

اخبارات میں اکثر یہ خبریں نظر آتی ہیں کہ مختلف جرائم میں کم عمر بچے بھی ملوث ہوتے ہیں۔ نامناسب تربیت، اخلاقی قدروں سے عاری ماحول اور والدین کی مجرمانہ غفلت وہ مثلث ہے۔ جس نے نئی نسل کو بربادی کی راہ پر لگا دیا ہے اور واپسی کا کوئی راستہ سجھائی نہیں دیتا۔

اس کے علاوہ دوسری اہم ترین صفت جو اپنے بچوں کے کردار و عمل میں پیدا کرنا ناگزیر ہے وہ ان کے اندر سچائی کی فضیلت اور اہمیت کی تخم ریزی کرنا ہے۔ ان کی ظاہری اور باطنی اُٹھان سچائی اور راست روی پر استوار کرنا ہے۔ رسول عربی ﷺ کا فرمان ہے کہ:

"سیدنا عبداللہ بن عامر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے، میں اس وقت بچہ تھا میں کھیلنے کے لیے باہر جانے لگا تو میری والدہ نے مجھ سے کہا: عبداللہ! ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا: میں اسے کھجور دوں گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرتیں تو تم پر ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔" (مسند احمد، رقم الحديث: 15702)

رسول مکرم ﷺ نے حکمت و موعظت سے بھرپور اپنی اُمت کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اس ڈھب پر تربیت کریں کہ وہ راست روی اور سچائی کو مقدس، محترم اور قابلِ عمل سمجھنا ضروری سمجھیں۔ حق کو حق جاننا اور سچ بولنے کو اپنی اولاد کے لیے لازم کر لینا ایک بندۂ مومن کی پہچان

ہے۔ جسمانی غذا کے ساتھ اچھی اور اعلیٰ صفات سے آراستہ تربیت بچوں کی روحانی غذا ہوتی ہے۔ جو بچوں کو فضولیات، لغویات اور منکرات سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ پرورش تو جانور کے بچوں کی بھی ہو جاتی ہے، لیکن انسان کو تو اشرف المخلوقات کی خلعت سے قدرت نے نوازا ہے اور اس پر بچوں کی اچھی پرورش کے ساتھ ایسی تربیت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے جس کے زیر اثر رہ کر وہ معاشرے کا ایک نیک اور صالح انسان بن سکے۔

سورۃ لقمان میں حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"بیٹا نماز کی پابندی کرنا اور (لوگوں کو) اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دینا اور برے کاموں سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تجھ پر واقع ہو اس پر صبر کرنا۔ بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ اور (ازراہِ غرور) لوگوں سے اپنے گال نہ پھلانا اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا کہ اللہ کسی اترانے والے کو پسند نہیں کرتا۔ اور اپنی چال میں اعتدال کیے رکھنا اور (بولتے وقت) آواز کو نیچی رکھنا کیونکہ سب آوازوں میں بری آواز گدھوں کی ہے۔" (17-19)

یہ وہ سنہری پند و نصائح ہیں جن کو اپنی زندگی کا مرکز و محور بنا لینے سے دنیا اور آخرت دونوں سنور جاتے ہیں۔ کیونکہ قرآن حکیم میں جہاں ایمان کا ذکر ہوا ہے تو ساتھ ہی ساتھ عمل صالح کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ گویا ایمان اور نیک عمل لازم و ملزوم ہیں۔ اور قرآن کا مطلوب انسان بننے کے لیے اس کی تربیت کو اولین ترجیح حاصل ہے۔ بچے کو عہدِ طفولیت میں جس سانچے میں ڈھالا جائے گا وہ آئندہ زندگی میں اسی پیکرِ خو میں ڈھلا رہے گا۔ جب کہ بچے کو پیکرِ حسن میں ڈھالنے کی ذمہ داری والدین کی ہے۔ اور وہ اپنی اس کوتاہی اور غفلت پر اللہ کے حضور قابلِ گرفت ہوں گے۔ رسول مکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"کسی باپ نے اپنی اولاد کو کوئی تحفہ اور عطیہ حسنِ ادب اور اچھی سیرت سے بہتر نہیں دیا۔" (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 1952)

اللہ تعالیٰ نے تربیت کے حوالے سے ہی خبردار کیا ہے کہ:

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔" (التحریم: 06)

اس آیۂ مبارکہ کی رو سے والدین پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے ساتھ اپنی اولاد کو بھی جہنم کے عذاب سے نجات کی فکر کریں۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ اولاد کی بہترین اور نفیس ماحول میں تربیت کی جائے۔ دورِ جدید میں تو یوں بھی ہر طرف گمراہیاں، غلاظتیں، کردار و عمل کو برباد کرنے والے فتنے اور خاندانی نظام میں رخنے ڈالنے والی شیطانی قوتیں متحرک ہیں، اس لیے اس دور میں پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے۔ جو اولاد کبھی ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوا کرتی تھی آج زمانے کی سحر انگیزی میں ڈوب کر ان کی آنکھوں کا کانٹا بنی ہوئی ہے۔ اور اس میں زمانے کی چیرہ دستیوں کے ساتھ والدین کی طرف سے تربیت کا فقدان بھی ہے۔ گھر، مدرسہ یا کوئی تعلیمی ادارہ ہو ہر سطح پر تربیت اور اصلاحِ حال عنقا ہے۔ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا ادراک ہونا چاہیے، اور آنے والی نسل کی بہترین تعلیم و تربیت ہماری اولین ترجیحات میں ہونا چاہیے۔ مناسب تربیت اور بچوں کے قلوب و اذہان میں خوفِ خدا اور تہذیب و تمدن کا جوہر پیدا کرنے سے اُن کی اپنی زندگی بھی سکون و راحت بن سکے گی اور وہ والدین اور سرپرستوں کے لیے بھی ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوں گے۔ یہ نوشتۂ دیوار ہے کہ انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔

فاعتبروا! یا اولی الابصار!

منظم مسلح جدوجہد۔ تاریخ اسلامی کا اِک درخشندہ باب

حافظ حذیفہ محمود
استاذ قرآن اکیڈمی یاسین آباد

یہ 17 رمضان کی تیز دھوپ والی دوپہر ہے۔ پہاڑوں اور مٹی کے ٹیلوں کے درمیان واقع بدر کا پہاڑ آج میدانِ کارزار کا منظر پیش کر رہا ہے۔ دونوں جانب جوش و جذبہ اپنے عروج پر ہے۔ ایک طرف تو مکہ کے سردار گھوڑوں پر سوار کیل کانٹے سے لیس ہو کر اللہ کے چراغ کو بجھانے کا عزم کیے ہوئے ہیں۔ مدینہ اور اہل مدینہ کو نیست و نابود ہوتا ہوا گویا وہ دیکھ رہے ہیں۔ جب کہ دوسری جانب بے سرو سامانی کا یہ عالم ہے کہ بیشتر نوجوان تلواروں اور سواریوں سے ہی محروم ہیں۔ مدمقابل مکہ کے جگر گوشے ان سے تعداد میں تین گنا ہیں۔ 313 کا لشکر ایک ہزار مسلح باطل پرستوں سے نبرد آزما ہے۔ پورے لشکر کے پاس دو یا تین گھوڑے اور 70 اونٹ ہی میسر ہیں۔ دوسری طرف نہ صرف مرد جنگجو تھے بلکہ ان کی خواتین بھی رجزیہ اشعار پڑھ کر آگ میں ایندھن کا کام کر رہی تھیں۔ شراب و کباب کے جام و دستر تیار کیے جا رہے تھے۔ جبکہ اس طرف رسول اللہ ﷺ سر بسجود ہیں اور مسلمانوں کے لیے رب کی نصرت طلب کر رہے تھے۔ بالآخر سفید پوشوں کے قدسی قافلے کا نزول ہوا اور کفار کی صفوں کی صفیں ہی الٹ گئیں۔ بالآخر زخمی گیدڑ زخم چاٹتا ہوا اعضا گراتا ہوا میدان بدر رہا۔ مکے کے 70 سردار آج مسلمانوں کے تلواروں کی زد میں آ کر جہنم میں تہہ بہ تہہ ڈھیر ہوئے پڑے تھے۔ معرکۂ حق و باطل میں حق کی تلوار فاتح قرار پائی تھی، جس کا منہ بولتا ثبوت بدر میں پڑی کفار کی دم بریدہ لاشیں تھیں!

منظر تبدیل ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو جاتا ہے۔ مسلمانانِ ملت مکہ و مدینہ کی مقدس وادیوں کو چھوڑ کر تیر و تلوار لے کر نورِ توحید کے اتمام کے لیے دشوار گزار وادیوں اور سنگلاخ پہاڑیوں کا رخ کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ خلافتِ فاروق کی ایک چڑھتی ہوئی دوپہر تھی۔ شام کا علاقہ "یرموک" آج حق و باطل کا میدان بنا ہوا تھا۔ میدان میں موجود رومیوں کے افراد 60 ہزار تھے۔ ان کے دیو قامت گھوڑے اور ہاتھی میدان میں بلا کا منظر پیش کر رہے تھے۔ ان کے عقب میں دونوں جانب نہر یرموک بہتی تھی اور درمیان میں ان کی فوج در فوج موجود تھی۔ مسلمان مجاہدین بھی جذبۂ ایمانی سے سرشار تھے۔ اگرچہ ان کی تعداد مخالفین سے کئی گنا کم تھی۔ مگر جذبہ ایسا کے پہاڑوں کو بھی چیر دے۔ امیرِ لشکر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ابھی لشکر کو ترتیب ہی دے رہے تھے کہ اللہ کی تلوار حرکت میں آئی اور لشکر میں سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پکار لگاتے ہوئے صفوں سے آگے آئے کہ "اے مسلمانو! ٹھہر جاؤ! آج میں ہی اس رومی لشکر کو خاک آلود کر دوں گا۔ مجھے بس 30 افراد دے دیے جائیں" تصور کریں! تیس افراد کو لے کر ساٹھ ہزار کے لشکر جرار کو تہہ تیغ کرنے کا وہ کہہ رہے ہیں! حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بہت ٹالنے کی کوشش کی مگر ان کے بے حد اصرار پر 60 افراد کو دے کر مقابلے کے لیے روانہ کر دیا۔ یوں چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا کہ جب 60 افراد کا قلیل لشکر خود سے ایک ہزار گنا بھاری بھر کم لشکر سے جا ٹکرایا۔ رومیوں نے تو پہلے اس چھوٹے سے لشکر کو "صلح کا دستہ" سمجھ کر خوب جشن منایا۔ مگر اس وقت ان کی

حیرت کی انتہا نہ رہی، جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ 60 لوگ ہم سے موت کا کھیل کھیلنے آ رہے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو چھ چھ افراد کی 10 ٹولیوں میں تقسیم کر کے رومی لشکر پر مسلسل حملے کرنے لگے تھے۔ کل 20 حملے کیے گئے اور بالآخر یہ ساٹھ افراد کفار کی صفوں کو چیرتے ہوئے لشکر کے دامن میں جا کر اپنی تلواروں سے کفار کے سروں کا مینار کھڑا کرنے لگے۔ طلوعِ آفتاب سے زوال ہوئی۔ زوال سے سفر غروب کی جانب بڑھ رہا تھا۔ مگر یہ گھمسان کی جنگ بدستور جاری تھی۔ ہر گزرتے وقت کے ساتھ بقیہ اسلامی لشکر کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ وہ اب اپنے بھائیوں کے فراق کا غم منانے لگے تھے اور ذہنی طور پر خود کو اس کے لیے تیار کرنے لگے تھے۔ بالآخر امیرِ لشکر نے بقیہ لشکر کو حملہ کرنے کا ابھی حکم دیا ہی تھا کہ وہ کیا دیکھتے ہیں۔ پورا کفر کا لشکر الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوا ہے۔ نہ جائے رفتن، نہ پائے ماندن! پورا رومی لشکر دریا میں چھلانگ لگا کر جان بچانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔ وہ لوگ جو پہلے اسلامی لشکر کی قلت کا مذاق اڑا رہے تھے۔ ان کے 60 افراد نے ہی انہیں ناکوں چنے چبوا دیے تھے چنانچہ اب وہ اپنا رخ مغرب کی جانب کیے دوڑ لگا رہے تھے اور ان اللہ کی فوج کے چند افراد قہرِ الٰہی بن کر ان کا پیچھا کر رہے تھے۔ ذرا تصور تو کریں! چشمِ فلک نے کیسا منظر دیکھا ہو گا کہ 60 ہزار افراد کا لشکر آگے آگے بھاگ کر جان بچانے کی تگ و دو کر رہا ہے جب کہ صرف 60 افراد ان کا پیچھا کیے ہوئے ہیں۔!

یہ تھی محمد رسول اللہ ﷺ کی تیار کردہ وہ فوج جس نے آپ ﷺ کے جانے کے بعد بھی کبھی اسلام سے منہ نہیں موڑا بلکہ اسلام کی دعوت لے کر تمام اقوام عالم سے جا بھڑی۔ خدائی فوج کے یہ نوجوان دشت و صحرا میں سے کچھ نہ چھوڑتے۔ سمندر بھی ان کی راہ میں کچھ نہ کر پاتا۔ یہ اپنے گھوڑے اسی سمندر میں ڈال دیا کرتے تھے۔ عرب سے جاری ہونے والا یہ سیلِ رواں اب ہندوستان، افریقہ اور یورپ کے قلب میں واقع ہسپانیہ تک پھیل چکا تھا، مسلم قوم کے نوجوان اپنی صلاحیتیں جو اسی میدان میں صرف کر رہے تھے، ان کا مال اور ان کی اولاد اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے وقف تھیں، وہ سال کے تمام موسموں میں تلوار اٹھائے ہوئے کفار سے جہاد کرتے تھے، قیصر و کسریٰ کے تخت و تاج اب ان کے زیر نگیں ہو چکے تھے مگر پھر گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ پیچھے کی طرف جانے کا سفر کچھ اس تیزی سے طے ہوا کہ اب ہمیں ان باتوں پر "کچھ کچھ ہی یقین سا" ہوتا ہے، اسلحے کی گفتار اور گھوڑے کی رفتار اب ہم بھول جو گئے ہیں۔ اغیار نے ہمارے بچوں اور بڑوں میں اسلحے کا خوف ہی ایسا بٹھا دیا ہے کہ اب ہمیں چھری دیکھ کر بھی نیند نہیں آتی! بقولِ اقبال

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

دوسری طرف خود مغربی اقوام کا حال یہ کہ ان کے ہاں اسلحہ رکھنا اہم ضروریاتِ زندگی میں شامل ہے۔ وہ اپنے بچوں کو نا صرف اس کی ترغیب دیتے ہیں بلکہ اسلحہ کی باقاعدہ عملی مشق ان کے اسکول میں داخلِ نصاب ہے۔ وہاں اس سے امن کو کوئی خطرہ نہیں ہے! بلکہ ان کے بقول یہ تو امن کے لیے ناگزیر ہے۔ ہاں! اگر کسی اسلامی ملک میں اسلحے کا وجود ہو تو یہ امنِ عالم کے لیے خطرہ ہے! لائسنس کی موجودگی میں بھی اسلحہ یہاں غیر

محفوظ گردانا جاتا ہے جب کہ ان کی اپنی حالت بڑھتے ہوئے اسلاموفوبیا کی وجہ سے کچھ یوں ہے کہ آئے روز کوئی سر پھرا کھڑے ہوتا ہے اور بے ضرر مسلم باشندوں کو اپنی اسلام دشمنی کا نشانہ بناتا ہے چنانچہ کبھی تو وہ مسجد میں داخل ہوجاتا ہے اور کبھی کسی اسکول میں داخل ہو کر مسلمان بچوں کو جان سے مارڈالتا ہے، پھر یہی نام نہاد انسانی حقوق کی علمبردار مغربی ریاستیں ہی اگلے روز اسے نفسیاتی اور پاگل قرار دلواتی ہیں اور یہ جا، وہ جا۔ بات آئی گئی ہوجاتی ہے اور معاملہ رفع دفع!

اسلحہ ان کے محفوظ نہیں۔ جان ہماری غیر محفوظ ہے! یہ کفار خود تو اسلحہ استعمال بھی کرتے ہیں اور فروخت بھی، لیکن اگر ہم میں سے کوئی اسلامی ملک آگے بڑھ کر اسلحہ بنانے کا اعلان کرے تو وہ "دہشت گرد" قرار دیا جاتا ہے اور امنِ عالم کے لیے اسے خطرے کی علامت ٹھہرایا جاتا ہے۔ چنانچہ اب نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ نہایت متمول و دولت مند مسلم ممالک بھی نہتے اور غیر مسلح ہیں۔ ان کی تیل کی دھار سے تو ساری دنیا فائدہ اٹھاتی ہے مگر خون کی دھار ان کے بس میں کہاں۔ !لہذا نہ تو ان کی بات میں وزن ہوتا ہے اور نہ ہی ان کے موقف کی شنوائی۔ !چنانچہ وہ اب اپنے فلسطینی بھائیوں سے نظریں چرا رہے ہیں۔ وہ عالمی طاقتوں کے سامنے کیا بات رکھیں گے؟ کیا دھمکی دیں گے؟ کیونکہ یہ خالی خولی دھمکیاں ہی ہوں گی، ان کے پیچھے کیل کا نٹے جو نہیں! مغرب کو معلوم ہے کہ یہ اسلحہ بھی تو ہم ہی سے خریدتے ہیں۔ سو ان کو عیاشیوں میں لگائے رکھو۔ اگر ان کو لڑنا بھی ہے تو آپس ہی میں لڑیں چنانچہ پھر یہ دونوں فریق کے مسلم ممالک کو بھاری رقوم میں اسلحہ فراہم کرتے ہیں اور پھر نوبت ایں جا رسید کہ یہی دونوں مسلم ممالک ان ہی مغربی ممالک سے بھاری بھرکم اسلحے خرید کر ایک دوسرے کو آنکھیں دکھا رہے ہوتے ہیں!

یاد رکھیں سیرت نبویہ سے ہمیں بھرپور مسلح ہونے کی تعلیمات ملتی ہے۔ حضور ﷺ نے کبھی زکوۃ ادا نہیں کی کیونکہ کبھی اتنا مال ہی جمع نہیں ہوا کہ زکوۃ ادا کرنے کی نوبت آئے! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارا چولہا دو دو ماہ تک خشک رہتا تھا حتی کہ وہاں گھاس اگ آتی تھی مگر جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کی ملکیت میں نو (9) تلواریں، دو (2) خنجر، چھ (6) کمانیں اور سات (7) زرہیں موجود تھیں، جن میں سے ایک زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھوا کر چند صاع گندم ادھار لیا گیا تھا۔ اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مسلم قوم کی پہلی ترجیح اپنے دفاع واقدام کے لیے بھرپور مسلح ہونا ہے اگرچہ اس کے لیے آسائشِ زندگی بلکہ ضروریاتِ زندگی سے ہی کیوں نا سمجھوتا کرنا پڑے!! امت مسلمہ کی موجودہ حالتِ زار کی ایک بڑی وجہ جنگی میدانوں سے پیچھے ہٹنا اور اسلحے سے دور بھاگنا بھی ہے! اس وقت 57 اسلامی ممالک میں سے صرف ایک ہی ملک ایٹمی طاقت سے لیس ہے مگر اس کی معاشی کمزوری اس کی جرأت کی راہ میں حائل ہوجاتی ہے لہذا ہمیں ریاستی اور عوامی سطح پر پھر سے اسلحہ سے شناسائی پیدا کرنی ہوگی کیونکہ پر امن منظم مسلح اقوام ہی اپنے دفاع کا حق اور بھرپور صلاحیت رکھتی ہیں۔ اس ضمن میں تیر اندازی، گھڑ سواری اور جدید اسلحہ کی باقاعدہ مشق بھی حکومتی اور عوامی سطح پر منعقد کی جانی چاہیے کیونکہ یہ رحمت للعالمین ﷺ کا حکم بھی ہے اور موجودہ دور کا اولین تقاضا بھی! کیونکہ تبھی وہ وقت پھر سے دنیا دیکھے گی کہ جب ہمارے 60 بھی ان کے 60 ہزار پر بھاری ہوں گے! ان شاء اللہ تعالی۔

مسلمانوں کے لیے کامیابی کا معیار

سعید الامین
استاذ، قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

دنیا میں آنے والا ہر آدمی خود کو کامیاب بنانا چاہتا ہے اور کامیابیوں کی حصولیابی کے لیے ہر ممکن جتن کرتا ہے اور جب من مرضی کی چاہت پوری ہوجاتی ہے تو سمجھتا ہے کہ وہ اب کامیاب ہوگیا۔ لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہیں اس لیے ان کی کامیابیوں کے معیار و پیمانے بھی الگ الگ ہیں۔ کسی کی نظر میں ماؤنٹ ایوریسٹ چڑھنا کامیابی ہے، کسی کی نظر میں بین الاقوامی کھلاڑی بننا کامیابی ہے، کسی کی نظر میں فلمی ایکٹر بننا کامیابی ہے، کسی کی نظر میں ڈاکٹر، انجینئر، سائنس دان، پروفیسر، سیاسی قائد اور وکیل وجج وغیرہ بننا کامیابی ہے۔ غرضیکہ ہر کوئی اپنے ذوق وچاہت کی تکمیل اور دنیا میں شہرت وناموری والے مقام ومرتبہ کو پالینا کامیابی سمجھتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ لوگ جس کو کامیابی سمجھتے ہیں کیا وہ انسان کی اصل کامیابی ہے اور ایسے لوگ واقعی کامیاب کہلانے کے لائق ہیں؟ اس سوال کا جواب دنیا کے بنانے والے خالق اور دنیا میں انسانوں کو بھیجنے والے مالک سے جانتے ہیں کہ اس کا کیا جواب ہے؟

جواب معلوم کرنے سے پہلے تخلیق انسانی کا مقصد جان لیتے ہیں تاکہ جواب سمجھنے میں آسانی ہو۔ اللہ کا فرمان ہے:
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (الذاریات: 56)

ترجمہ: "میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے: الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ (الملك: 2)

ترجمہ: "جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے اور وہ غالب ہے، بخشنے والا ہے۔"

ان دو آیات کے ذریعے دنیا میں آنے کے دو اہم مقاصد معلوم ہوئے، ایک تو یہ ہے کہ ہم محض اللہ کی عبادت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں یعنی ہمیں اس دنیا میں اللہ کے حکم کی بجاآوری کرنی ہے اور منہیات سے اجتناب کرنا ہے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں ہمیں بطور آزمائش بھیجا گیا ہے، یہاں ہمیں اچھا اور برا دونوں راستے بتلا دیے گئے، اس میں ہماری آزمائش یہ ہے کہ برائی سے بچتے ہوئے اچھے راستے پر چلیں تاکہ انجام بھلا ہو۔ برائی والا راستہ بھی اختیار کرسکتے ہیں مگر اس کا انجام برا ہے۔

مقصد حیات کو سامنے رکھتے ہوئے کامیابی کے معیار کو سمجھنے کے لیے درج ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:
كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (آل عمران: 185)

ترجمہ: "ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن اپنے بدلے پورے پورے دیے جاؤ گے، پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کردیا جائے بے شک وہ کامیاب ہوگیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی چیز ہے۔"

اس آیت سے بات واضح ہوگئی اور مذکورہ سوال کا جواب سامنے آگیا کہ لوگ جس دنیا میں اپنی اپنی چاہتوں کی تکمیل کو کامیابی سمجھ رہے ہیں وہ دھوکے میں ہیں کیونکہ یہ دنیاوی زندگی خود ہی ایک دھوکے کا سامان ہے، یہاں سے تو سب کو مر کر نہ ختم ہونے والی زندگی کی طرف کوچ کرجانا ہے جہاں ہمارے اچھے اور برے تمام اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ جو اچھے اعمال کی وجہ سے جہنم سے بچا لیا جائے گا اور جنت میں داخل کردیا جائے گا دراصل وہی اللہ کی نظر میں کامیاب ہے۔ اس بات کو اللہ نے ایک جگہ یوں بیان فرمایا ہے :

فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِیۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾ (المؤمنون: 102)

ترجمہ : "جن کی ترازو کا پلڑا بھاری ہوگیا وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے۔"

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے : وَوَقٰىهُمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ﴿۵۶﴾ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۵۷﴾ (الدخان: 57-56)

ترجمہ : "اور انہیں اللہ نے دوزخ کی سزا سے بچالیا، یہ تیرے رب کا فضل ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔"

ایک اور مقام پر اللہ جل شانہ اس طرح بیان کرتا ہے : مَنۡ يُّصۡرَفۡ عَنۡهُ يَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۶﴾ (الانعام: 16)

ترجمہ : "جس شخص سے اس روز عذاب ہٹا دیا جائے تو گویا اس پر اللہ نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے۔"

ان ساری آیات کی روشنی میں یہ معلوم ہوگیا کہ اللہ کی نظر میں سب سے بڑی کامیابی جہنم اور اس کے عذاب سے بچ جانا اور جنت میں داخل ہوجانا ہے۔ گویا روز اول سے اللہ تعالیٰ نے یہ بات طے فرمادی کہ بندگان خدا کی اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے، اور اس کے لیے معیار بھی مقرر فرمادیا کہ آخرت میں وہی شخص کامیاب ہوگا جو دنیا کی عارضی زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور اتباع میں گزارے گا،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ﴿۷۱﴾ (الاحزاب: 71)

ترجمہ : "اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے زبردست کامیابی حاصل کرلی۔"

آپ ﷺ کا ارشاد ہے : الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ. (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 2459)

ترجمہ : "عقلمند شخص وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور ما بعد الموت زندگی کے لیے عمل کرے، اور بے وقوف و نادان ہے وہ شخص جو اپنی خواہشات کو نفس کے پیچھے لگادے اور اللہ تعالیٰ سے امید لگائے رکھے (کہ اللہ معاف فرمانے والا ہے)۔"

اسی کی یاد دہانی اور ہدایت انسانی کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کا اور کتابوں کا سلسلہ جاری فرمایا، انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں تشریف لاتے رہے اور اپنی امتیوں کو پیغام خدا سناتے رہے کہ : اے لوگو! لا الہ الا اللہ پڑھ لو آخرت میں کامیاب ہوجاؤ گے۔ آخر میں ہمارے پیارے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ تشریف لائے اور انہوں نے بھی ہمیں یہی پیغام سنایا کہ اے لوگو! لا الہ الا اللہ پڑھ لو کامیاب ہوجاؤ گے۔

قرآن کریم اور بے شمار احادیث مبارکہ ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہیں کہ جو لوگ دنیا میں اپنے آپ کو کامیاب سمجھتے ہیں اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے اور جہنم ان کا ٹھکانا ہوگا اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے (جواب دہی) سے ڈر گیا اور اپنے آپ کو نفسانی خواہشات سے بچالیا، یہی لوگ کامیاب ہوں گے اور جنت میں ان کا اعلیٰ مقام ہوگا۔

جب تک مسلمانوں نے اس اخروی کامیابی کو پیش نظر رکھا دنیا میں بھی کامیابی و کامرانی سے ہمکنار رہے، اسی کامیابی کے حصول کے لیے

مسلمان ہمہ وقت تعلیم و تعلم، تبلیغ و تبیین، تقویٰ و تزکیہ کی فکر میں لگے رہتے تھے حتّٰی کہ جذبہ جہاد و قتال اور شوق شہادت سے بھی لبریز رہتے تھے، یہی وجہ تھی کہ ابتدائے اسلام سے ہی عالم اسلام علوم و مجاہدہ کا مرکز بنا ہوا تھا، اس میں پہلا مرکز اصحاب صفہ کا ہے جس کے معلم اعظم خود رسول کریم ﷺ ہیں اور آپ کے شاگرد آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم تھے، اس دور کا تو کیا ہی کہنا اس کی کوئی مثال نہیں، اس کے بعد بھی عالم اسلام عرصہ دراز تک علوم و فنون اور مجاہدہ کا مرکز بنا رہا جہاں سے نکلنے والے رجال بیک وقت مفسر و محدث، مفکر و مدبر، مبلغ و مؤرخ، مزکی و متقی، فقیہ و مجاہد ہوا کرتے تھے جو اسلام کی خاطر اپنی جان کے نذرانے تک پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے، ویسے تو تقریباً تمام رجال ایسے ہی ہوا کرتے تھے لیکن بالخصوص حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ایک سال تعلیم و تعلم میں لگاتے اور ایک سال اللہ کی راہ میں کافروں سے میدان جہاد میں مقابلہ کرتے ہوئے نظر آتے تھے، کہیں قال اللہ، قال الرسول کی صدائیں لگاتے کہیں تبلیغ و تبیین کے لیے دنیا جہاں کے اسفار میں نظر آتے تھے کہیں اللہ کے دین کی خاطر اللہ کے دشمنوں کی سرکوبی کرتے نظر آتے تو کہیں بے سروسامانی کے باوجود جان ہتھیلی پہ لیے کافروں سے لڑتے نظر آتے تھے، کسی شاعر نے ان مجاہدین اسلام کے جذبہ شوق شہادت کو اپنے شعر میں یوں بیان کیا :

جان دی، دی ہوئی اسی کی ہے

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

لیکن افسوس جب جب مسلمانوں نے اپنے دین کو پس پشت ڈالا، دین کے بجائے دنیاوی زندگی کو ترجیح دی، کلام اللہ اور جہاد و قتال فی سبیل اللہ سے منہ موڑا اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلت کا مزہ چکھایا اور رسوائی ان کا مقدر بنا دی، وقتاً فوقتاً اللہ تعالی مسلمانوں کو اپنے مخلص رجال کے ذریعہ اٹھاتا رہا لیکن مسلمان اپنی بداعمالیوں، دنیا پرستی، عیش و عشرت اور غفلت کی وجہ سے گرتے رہے اور ذلیل و خوار ہوتے رہے بالخصوص اٹھارویں، انیسوی صدی کے درمیانی عرصہ میں جب یورپ میں صنعتی انقلاب برپا ہوا، زراعت، کان کنی اور مواصلات میں غیر معمولی ترقی ہونے لگی اور پھر یورپ سے نکل کر امریکہ و ایشیا تک یہ انقلاب پھیلنے لگا تو مسلمان بھی اس دنیوی ترقی کو سمیٹنے میں مشغول ہو گئے انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دیکھا اللہ کے دین، اللہ کے کلام کو پس پشت ڈالا اور دنیاوی تعلیم میں مگن ہو کر حصول دنیا کے لیے بالکل اندھے ہو گئے، اپنے بچوں کو پیسوں کی مشین بنانے لگے، اپنی تمام تر صلاحیت، جسمانی و ذہنی قوت اسی کو حاصل کرنے میں لگنے لگی، دین کی اہمیت بالکل ختم ہو گئی اور دنیا نے اپنا مقام بنا لیا، نتیجتاً شیطان اور ان کے حواری موقع سے فائدہ اٹھانے لگے اور دین حق کی جڑوں اور دیواروں کو کرید کرید کر گرانے لگے، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے مسلمان دنیا میں اندھا ہونے کے بجائے دینی علوم سے بھی آراستہ ہو کر سلف و صالحین کے راستے پر چلتے اور معاشی و سماجی اور سیاسی و عسکری اعتبار سے اسلام کی جڑوں کو مضبوط کرتے اور آنے والے خطروں کو بھانپ کر وحدت امت کا ثبوت دیتے ہوئے اسلام کے متوازن نظام کو لے کر باطل سے ٹکرا جاتے، لیکن بجائے اس کے جیسے لارڈ میکالے نے کہا تھا کہ : ہماری تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں ایسے رجال تیار کرنے ہیں جو دیکھنے میں تو ہندوستانی ہوں لیکن ان کا دل و دماغ انگلستانی ہو کہ مصداق جو بھی گوروں کی اس تعلیم کو حاصل کرتے وہ انہیں کے رنگ میں رنگنے لگے اور اپنی دنیا بنانے کے لیے کہیں لٹیرے بنے غربا پر ظلم کرنے لگے تو کہیں اسلام کی بیخ کنی کرنے لگے، اسلام اور علماء اسلام پر طرح طرح کے اعتراضات، الزام تراشیاں، تہمتیں، بدگمانیاں عروج پانے لگیں علماء اسلام نے اس دھوکہ سے مسلمانوں کو بچانے اور دنیا کی حقیقت واضح کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان سنائیں کہ اللہ تعالی فرماتا ہے :

فَاَمَّا مَنۡ طَغٰىۙ وَاٰثَرَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَاۙ فَاِنَّ الۡجَحِيۡمَ هِىَ الۡمَاۡوٰىؕ (النازعات: 39-37)

ترجمہ: "سو جس نے سرکشی کی اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی، یقیناً جہنم اس کا ٹھکانا ہوگا۔"

اسی طرح (آل عمران: 185، گزر چکی ہے)۔ سورۃ ھود میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا وَزِيۡنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيۡهِمۡ اَعۡمَالَهُمۡ فِيۡهَا وَهُمۡ فِيۡهَا لَا يُبۡخَسُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ لَيۡسَ لَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوۡا فِيۡهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝ (15-16)

ترجمہ: "جو لوگ (صرف) دنیوی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہتے ہیں، ہم ان کے اعمال کا پورا پورا صلہ اسی دنیا میں دے دیں گے، اور یہاں ان کے حق میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ نہیں ہے، اور جو کچھ کارگزاری انہوں نے کی تھی، وہ آخرت میں بیکار ہو جائے گی، اور جو عمل وہ کر رہے ہیں، (آخرت کے لحاظ سے) باطل ہیں۔"

ایک اور جگہ اللہ تعالی فرماتا ہے: وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ يَتَّقُوۡنَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝ (الانعام: 32)

ترجمہ: "اور دنیوی زندگی تو ایک کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں اور یقین جانو کہ جو لوگ تقوی اختیار کرتے ہیں، ان کے لیے آخرت والا گھر کہیں زیادہ بہتر ہے۔ تو کیا اتنی سی بات تمہاری عقل میں نہیں آتی؟"

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دنیا کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ جب اللہ نے ہمیں دنیا میں بھیجا ہے اور یہاں رہ کر آخرت کی تیاری کرنی ہے تو بقدر ضرورت حصول دنیا کی بھی ہمیں تلقین کی گئی ہے لیکن دنیا میں مگن ہو جانا اور دنیا میں دل لگانے سے منع فرمایا،

حدیث مبارکہ ہے کہ: اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ. (دنیا آخرت کی کھیتی ہے)۔

یعنی آخرت میں وہی کاٹیں گے جو دنیا میں بوئیں گے، اگر دنیا میں کچھ نہیں بویا تو آخرت میں کاٹیں گے کیا؟ پھر تو آخرت میں کچھ نہیں ملنے والا، اللہ تعالی نے ہمیں دعا بھی سکھلائی: رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (البقرة: 201)

ترجمہ: "اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد سنایا: حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ. (شعب الایمان للبیھقی، رقم الحدیث: 10019)

ترجمہ: "دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔"

یہ دنیا تو کافروں کے لیے جنت ہے اور مومن کے لیے قید خانہ ہے (حدیث) اس میں کافر جو چاہے کر لے لیکن مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے دین میں اور اللہ کے نظام کو قائم کر کے اس میں ترقی کر کے آخرت میں کامیابی حاصل کر لے یہی بڑی کامیابی ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں آپس کے تفرقہ سے بچ کر امت میں اتفاق و اتحاد اور وحدانیت پیدا کرنے کی توفیق نصیب کرے اور خلافت ارضی کی چھت دوبارہ علی منہاج النبوۃ قائم کرنے کی توفیق نصیب کرے۔ آمین

قائداعظم کا نظریۂ پاکستان

احمد رضا

طالب علم رجوع الی القرآن کورس، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اس دنیا میں بطور آزمائش کے بھیجا ہے۔ قدم قدم پر انسان کی جانچ ہوتی ہے۔ ہماری زندگی میں بعض تاریخ و ایام ایسے ہوتے ہیں جن کے آتے ہی بہت سے تاریخی پہلو و واقعات اور ان سے وابستہ شخصیات یکدم اذہان کے پردے پر جلوہ گر ہو جاتی ہیں جیسے نومبر علامہ اقبال، دسمبر قائداعظم محمد علی جناح کی یاد دلاتا ہے اسی طرح اگست ہمیں اپنے محسنین کی انتھک جدوجہد کے حصار میں جکڑ لیتا ہے۔ لیکن صد افسوس، ہر گزرتے وقت کے ساتھ جس طرح ہم اپنی اس زمین سے بے وفائی برتتے جا رہے ہیں وہی معاملہ ہم نے اپنے محسنین کے ساتھ روا رکھا ہے اور بجائے ان کے احسان مند ہونے کے ان کی خدمات سے بھی فراموشی اختیار کر رہے ہیں اور اس پر مستزاد یہ بھی کہ نہ صرف ان کی قربانیوں سے بے اعتنا ہیں بلکہ ان کے عملی مقصد سے بھی روگردانی کے مجرم ٹھہرے۔

جس طرح کوئی عمارت اپنے معمار کے فن کا منہ بولتا ثبوت ہوتی ہے کہ نہ صرف اس کے فن کی بلندی کو بیان کرتی ہے بلکہ ساتھ ہی اپنے معمار کے خیالات اور مقصد کی بھی عکاسی کرتی نظر آتی ہے۔ پھر بھلا یہ کیسے ممکن ہو ایک الگ آزاد اور خود مختار ملک کی تحریک ہو اور اس کے پیچھے فلسفہ، نظریہ اور کوئی مقصد نہ ہو جب کہ قافلے کا پاسدار محمد علی جناح جیسی باعمل اور فکری شخصیت ہو۔

ویسے تو قائداعظم کی طلسماتی شخصیت پر لکھنے والوں نے اپنی حد درجہ استطاعت حق ادا کرنے کی کوشش کی لیکن قائد کا جو نظریہ خداداد ملکت پاکستان کے لیے تھا وہ ہمیں آج کہیں نہیں دکھائی دیتا۔ کچھ مفاد پرست حلقوں نے اپنی ریشہ دوانیوں کی سبب اس قوم کو آج تک اپنے مقصد تخلیق تک نہ پہنچنے دیا بلکہ اپنے مکروفریب وسازش کے وہ جالے باندھے کہ بحیثیت قوم ہم اپنے معمار کے نظریہ سے نابلد نظر آتے ہیں۔ ہر طبقہ اپنے اپنے عزائم کے تحت قائداعظم کا نظریۂ پاکستان پیش کرتا نظر آتا ہے۔ جب چاہا وطن عزیز کو من پسند شریعت کا لبادہ اوڑھا کر مذہبی انتہا پسندی اور مسلکی عصبیت مسلط کر دی گئی اور جب چاہا بیرونی آقاؤں کے اشارے پر "سب سے پہلے پاکستان" کا نعرہ بلند کر کے قومی حمیت اور غیرت کو تہ تیغ کر ڈالا کہ آج ان کی دی گئی بیساکھی پر بھی اپنے تشخص کی بقا خطرے میں نظر آتی ہے۔

بحیثیت قوم ہمارا یہ حال کیوں نہ ہو، انفرادی انسانی زندگی بھی اپنے مقصد وجود کے بغیر معاشرہ میں کوئی ہیئت نہیں رکھتی پھر بھلا کیونکر کوئی قوم اپنے نظریہ کے بغیر استحکام پذیر رہ سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے نظری و فکری فلسفہ سے انحراف کے سبب ہم نے اپنے قیام کے مختصر عرصہ ہی میں اپنے بڑے حصے کو کھو دیا کہ نہ صرف جہاں قیام پاکستان کی تحریک پیدا ہوئی تھی بلکہ جس جماعت کی سبب ایک قوم بن کر آزادی حاصل کی اس کا جنم بھی اسی سرزمین میں ہوا، گویا ہم اپنے نظریاتی بطن سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے۔

اگر ہم برطانیہ راج کے برصغیر کے نقشہ کا احاطہ کرتے ہیں تو یہ خطہ کثیر الاقوام، تہذیب و رواج، ذات پات اور مختلف عقائد و ادیان کا ملغوبہ نظر

آتا ہے کہ جن کے مابین مذہب، زبان اور ثقافت کی اتنی گہری خلیج حائل تھی کہ ایک نقطے پر متفق اور متحد کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ ماسوائے کانگریس کے وہ بھی متفقہ اکثریتی طور پر نہیں، ہر خطہ اپنی اپنی لسانی و مذہبی بنیادوں پر چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں منقسم نظر آتا ہے۔ 1937ء کے انتخابات کا نتیجہ اس کا مکمل منظر نامہ پیش کرتا ہے۔ مسلم لیگ صرف بنگال کی سطح تک مخلوط حکومت تشکیل دے پائی جب کہ مسلمانان ہند کی دیگر نمائندہ جماعتیں اپنے علاقائی حدود تک محدود تھیں۔

ایسے میں ایک نظریہ اور ایک ایسی کرشماتی شخصیت کے خلا کا احساس وہی کرسکتا تھا جس کی اپنی فکر مضبوط ہو اور اس کی نظر اس گوہر نایاب کو جان سکتی ہو جو وطنیت سے ماورا ہو کر امت اور اس کی تشکیل کے لیے اجزائے ترکیبی یعنی کلمہ اور قرآن کی اہمیت سمجھتا ہو وقت کے فتنوں اور آزمائشوں پر بھی نظر پختہ ہو، امت کی زبوں حالی کا بھی ادراک ہو، ان کے ماضی کے عروج سے بھی واقف حال ہو اور مستقبل کی تابناکی کے لیے بھی نسخہ تجویز کرے، علامہ محمد اقبال ہی وہ دردمند شخصیت تھے جن کی کمال نظر نے ہمہ جہت آبگینہ تلاش کیا اور برصغیر مسلمانان ہند کے لیے محمد علی جناح کو قیادت کے لیے راضی کیا اور اس نظریہ کا علم بھی تھما دیا کہ جس کو صرف بلند کرنا تھا کہ ہر دیوار "پاکستان کا مطلب کیا- لا الہ الا اللہ" کی روشنی سے جگمگا رہی تھی، ہر گلی، ہر چوک اسی نعرہ کی صداؤں سے گونج رہا تھا۔ پھر چاہے وہ علاقے جہاں مسلمان اکثریت میں ہوں یا اقلیت میں تسبیح کے دانوں کی مانند ایک امام کے پیچھے جڑتے چلے گئے اور وہ ہراول دستہ ثابت ہوئے کہ سات سال کی قلیل مدت میں اپنی ملی و مذہبی آرزوں کی تکمیل کے لیے وہ خطۂ ارض حاصل کرلیا جہاں اپنے مذہب کی عملی شکل پیش کرکے خود بھی فلاح پائیں اور دنیائے عالم کے لیے بھی نمونہ پیش کرسکیں۔ اس بات کا اظہار خود قائد اعظم اپنی تقاریر میں کئی مقامات پر پیش کرتے نظر آتے ہیں کہ

ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔ (جنوری 13، 1948ء اسلامیہ کالج پشاور)

پاکستان کے دستور کے لیے قائد اعظم کا نظریہ کتنا پختہ تھا اس بات کا حوالہ 1948ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی عوام کے لیے براڈ کاسٹ میں دیے گئے پیغام سے ملتا ہے کہ

پاکستان ایک اسلامی ریاست، عالم اسلام کا پہلا اور دنیا کا بڑا پانچواں ملک ہے۔ پاکستان کے آئین کی تشکیل دستور ساز اسمبلی نے ابھی کرنی ہے۔ مجھے نہیں معلوم اس آئین کی حتمی شکل کیا بننے والی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ جمہوری نوعیت کا آئین ہوگا۔ اسلام کے بنیادی اصولوں کو مجسم شکل میں ترتیب دیا جائے گا۔ یہ اصول آج بھی حقیقی زندگی میں اتنے ہی قابل اطلاق ہیں جتنے وہ 1300 سال قبل تھے۔

اب نقاد مخالفت میں جو بھی اشکال اور تحریری مواد پیش کریں لیکن اس حقیقت کو تبدیل نہیں کرسکتے کہ امت واحدہ کے تصور کی بنا پر جو دو قومی نظریہ وجود میں آیا اسی کے تحت مملکت پاکستان کا قیام ممکن ہوا۔ قائد اعظم بھی اپنے آئین کے لیے اسی قرآن و سنت کا تصور پیش کرتے ہیں تو پھر بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کی بقا اور کامیابی و فلاحی ریاست کے لیے یہ نظریہ خوگر نہ ہو۔ خود علامہ اس کی اجزائے ترکیبی بیان کرتے ہیں کہ

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں، محفل انجم بھی نہیں

اور

دامن دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی

لیکن افسوس جہاں قائد اعظم نے نوزائیدہ مملکت کے لیے راستہ متعین کیا وہیں خبردار بھی کر دیا کہ میرے پاس کھوٹے سکے ہیں۔ ان کے قافلے میں وہ کالی بھیڑیں بھی شامل تھیں جنھیں اپنا ذاتی مفاد عزیز تھا جو نسل در نسل اپنی خاندانی اجارہ داری قائم کرنے کے لیے عصبیت کی بنا پر مقصد عظیم میں رخنہ ڈالنا شروع ہو گئے اول ہر موقع پر اپنی ریشہ دوانیوں کے سبب اس ملک کو کھوکھلا کرنا شروع کر دیا۔ اور ہر اس عمل پر زد پہنچائی جو اس ملک کو اسلامی فلاحی ریاست بننے میں معاون تھے۔ بقول جوش ملیح آبادی کے

کھدر پہن پہن کے بد اطوار آگئے

آج اسی ابتری و پستی کے عالم میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم وہی بنیادی راستوں کو تلاش کریں جو اسی ارض وطن کے موجب تخلیق تھے اور اس کو قائد کے دیے گئے اصولوں پر گامزن کر سکیں۔

جو قوم اپنی تاریخ سے انحراف کرتی ہے تاریخ بھی ان کے نام و نشان کو ملیا میٹ کر دیتی ہے۔ آج دنیا کی ترقی یافتہ اقوام پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ اپنی آنے والی نسل کو اپنی ڈھائی تین سو سالہ تاریخ اور اس کے کرداروں سے روشناس کراتے نظر آتے ہیں لیکن ہم وہ بد قسمت قوم ہیں جو صرف 75 سال کے عرصے میں اپنی قومی ہئیت کھو بیٹھے ہیں بلکہ آج بھی تاریخ کے ان سر بستہ رازوں سے ناواقف ہیں جو ہمیں ہماری منزل سے بھٹکا گئے

اے گردش ایام مجھے رنج بہت ہے
کچھ خواب تھے ایسے جو بکھرنے کے نہیں تھے

شومئ قسمت آج بھی وہ ٹولہ مختلف شکلیں بدل بدل کر پوری قوم پر مسلط ہے اور اپنے مذموم مقاصد کے لیے پورے سماج کو اپنی غلامی میں ہر گزرتے دن کے ساتھ مزید جکڑتا جا رہا ہے۔ معاشرے کے بڑے ستونوں جاگیرداروں، وڈیروں، سیاستدانوں، صنعت کاروں، فوج اور بیورو کریسی کا ایسا گٹھ جوڑ ہے جس نے اپنے مفاد کے لیے آج ہمیں ایک نظریہ، ایک قوم اور ایک نظام پر متفق نہیں ہونے دیا کہ آج اس قوم کو پھر ایک آزادی کی ضرورت ہے۔ اس ناامیدی میں بھی اقبال ہی امید کا جذبہ بیدار کرتے نظر آتے ہیں

نہ ہو نومید، نومیدی زوال علم و عرفاں ہے
امید مرد مومن ہے خدا کے راز دانوں میں

ماہانہ رپورٹ برائے
آئینۂ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

رجوع الی القرآن کورس سال اول کے اکتیسویں بیچ میں تقریباً 50 طلبہ اور 40 طالبات اکیڈمی میں اور 60 آن لائن شرکاء زیر تعلیم ہیں۔ خصوصی محاضرات و لیکچرز کے ضمن میں محرم الحرام : فضائل و مسائل زیر تدریس جناب استاذ سید سلیم الدین صاحب منعقد ہوا۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں سہ ماہی امتحان 12 جولائی 2024ء کو منعقد ہوا، جس کے نتائج طلبہ و طالبات کو 27 جولائی 2024ء کو دیے گئے، اس سلسلے میں اساتذہ و والدین کی ملاقات کا اہتمام بھی رکھا گیا۔ مورخہ 11 جولائی 2024ء بروز جمعرات سمر اسلامک کیمپ 2024ء کامیابی اور مثبت تاثرات کے ساتھ مکمل ہوا۔ کورس میں شریک بچوں اور بچیوں کو ادارے کی جانب سے قائم مقام مدیر ادارہ جناب نوشاد شیخ صاحب نے شرکت کی اسناد دیں۔ قبل ازیں سمر اسلامک کیمپ کے طلبہ کو مورخہ 6 جولائی 2024ء بروز ہفتہ فیلڈ ٹرپ کے لیے میگنیفی سائنس (Magnifi Science) کے دورے پر لے جایا گیا۔ طلبہ کی روانگی صبح 11 بجے جبکہ واپسی شام 04:00 بجے تک ہوئی۔ طلبہ و اساتذہ نے اِس دورے کو تعلیمی و غیر نصابی سرگرمی دونوں کے اعتبار سے بہت مفید پایا۔ ہفتہ وار "دراساتِ دینیہ کورس" کا آغاز 29 جون 2024ء بروز ہفتہ سے کیا گیا۔ مسجد میں ماہ جون کے خطاباتِ جمعہ یوں رہے : پہلا جمعہ جناب محمد نعمان صاحب، دوسرا جمعہ عامر خان صاحب، تیسرا جمعہ جناب انجینئر عثمان علی صاحب اور چوتھا جمعہ ڈاکٹر انوار علی صاحب کے خطبات ہوئے۔ دوران ماہ مسجد میں 07 نکاح کی تقریبات منعقد ہوئیں۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن اے) میں ماہ اگست کے آغاز میں کل 69 طلبہ موجود ہیں۔ جس میں سے 64 ریگولر اور 5 سامع جبکہ کل 99 طالبات موجود ہیں جن میں سے 88 طالبات ریگولر اور 11 طالبات بطور سامعات شریک ہیں۔ رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن بی) میں 32 طلبہ ریگولر اور 6 طلبہ بطور سامع شریک ہیں۔ اور رجوع الی القرآن کورس (سال دوم) میں طلبہ کی موجودہ تعداد 17 ہے اور 20 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ خصوصی محاضرات و لیکچرز کے ضمن میں دینی فرائض کا جامع تصور زیر تدریس استاذ حافظ محمد اسد صاحب، تنظیم الاوقات (Time management) زیر تدریس محترم امین مجید صاحب اور محرم الحرام (فضائل و مسائل) زیر تدریس استاذ عاطف محمود صاحب منعقد ہوا۔

حلقات و دورات (Short Courses) کے تحت مطالعۂ حدیث (اتوار)، تربیت برائے خادمین مختصر درسِ حدیث (اہلِ محلہ / نمازی حضرات)، نماز سے متصل ترجمۂ قرآن (بعد نماز ظہر)، تجوید القرآن متصل نماز ظہر، دراسات دینیہ، قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل و قصص النبین، تجوید القرآن (سہ پہر)، سلسلہ وار دورۂ ترجمۂ قرآن، تربیت اساتذہ (ہر جمعہ)، ورکشاپ : غسل میت و تکفین و تدفین میت، خلاصۂ مضامین قرآن (بعد نماز فجر)، قرآن فہمی کورس (زیر اہتمام تنظیم اسلامی فیڈرل بی ایریا)، دورۂ ترجمہ قرآن (ہر جمعہ بعد نماز عشاء)، کتاب : مطالعۂ قرآن حکیم (تربیت اساتذہ کورس) اور مسائل طہارت و

نماز ہر ہفتہ بعد نماز عصر جاری ہیں۔ الحمد للہ اسلامک ڈے کیمپ کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ 03 اگست 2024ء بروز ہفتہ صبح 11 بجے تقریب تقسیم اسناد منعقد کی گئی جس میں 66 طلبہ اور 53 طالبات میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ آن لائن کورسز کے تحت دراسات دینیہ اور قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل و قصص النبین جاری ہے، جن میں شرکاء کی تعداد 6 تک ہے۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تحت درجہ حفظ میں 95، درجہ قاعدہ میں 28 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ ماہ رواں میں حفظ کے طلبہ کو تفریحی دورہ کے لیے فارم ہاؤس لے جایا گیا۔ شعبہ مدرسۃ البنین والبنات (سہ پہر 02:30 تا 04:30) کے تحت درجہ قاعدہ میں 152 طلبہ و طالبات اور درجہ ناظرہ میں کل 107 طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ ہفتہ وار بروز جمعہ طلبہ وطالبات کو کلمے، مسنون دعائیں اور نماز کی عملی مشق کرانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ مغرب تا عشاء حلقہ میں مقیم طلبہ کرام اور اہل محلہ و گرد و نواح سے حضرات تشریف لاتے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد 52 ہے۔

خطبات جمعہ میں سے پہلے دو جمعے استاذ جناب محمد ارشد صاحب، تیسرا جمعہ استاذ عاطف محمود صاحب اور چوتھا جمعہ میں مدیر ادارہ جناب سید سلیم الدین صاحب نے خطبہ کی ذمے داری انجام دی۔

شعبہ تصنیف و تالیف میں منتخب نصاب تفصیلی کے حصہ دوم کی فائنل تصحیح کی گئی، جس کی انسرشن ان شاء اللہ مزید چند ایام میں فائنل ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں آئینۂ انجمن (ماہ جولائی) کو تصحیح سمیت مکمل کیا گیا۔ اور مضمون فتنہ دجال کے مضمر اور منفی اثرات کی کمپوزنگ جاری ہے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

رجوع الی القرآن کورس سال اول 25-2024ء میں 27 حضرات اور 45 خواتین نے رجسٹریشن کروائی۔ جس میں سے 14 حضرات 32 خواتین تسلسل کے ساتھ شرکت کر رہے ہیں۔

خصوصی محاضرات و لیکچرز کے ضمن میں مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق زیر تدریس جناب استاذ سید سلیم الدین صاحب، محرم الحرام (فضائل و مسائل) زیر تدریس جناب استاذ عاطف محمود صاحب، اسی طرح دین کا ہمہ گیر تصور اور دینی فرائض کا جامع تصور کے موضوع پر فکرِ اسلامی لیکچر منعقد ہوا، جس میں تدریس کی ذمہ داری جناب استاذ انجینئر نعمان اختر صاحب نے ادا فرمائی۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ قرآن اکیڈمی کورنگی للبنین والبنات کے تحت درجہ حفظ میں 48 جب کہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 99 طلبہ اور شعبہ بنات میں 133 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ شعبہ بنین کے تحت درجہ قاعدہ میں 4 اور درجہ ناظرہ میں 1 طالب علم کا داخلہ ہوا۔ شعبہ خواتین میں بڑی عمر کی خواتین کے لیے تجوید القرآن و ناظرہ کی کلاس جاری ہے، جس میں تقریباً 25 خواتین زیر تعلیم ہیں۔ شعبہ بنات کے درجہ ناظرہ کی طالبات کے لیے بخل کا مطلب اور دائرہ، اسراف کا مفہوم اور روز مرہ زندگی میں مثالیں کے موضوعات پر تربیتی و خصوصی لیکچرز منعقد ہوئے۔ شعبہ خواتین کے تحت فلسفۂ شہادت کے موضوع پر ماہانہ درس کا انعقاد کیا گیا۔

حلقات و دورات دینیہ کے تحت تنظیم اسلامی کورنگی شرقی کے تحت قرآن اکیڈمی کورنگی میں شام کے اوقات (مغرب تا عشاء) حضرات کے لیے عربی گرامر کی تدریس جاری ہے، جس میں 10 حضرات شرکت کر رہے ہیں۔ جس میں تدریس کی ذمہ داری حافظ ریّان بن نعمان صاحب ادا کر رہے ہیں۔ Islamic Summer Camp الحمد للہ بحسن وخوبی جاری ہے۔ جس میں 18 بچے اور 15 بچیاں شرکت کر رہی ہیں۔ قرآن فہمی کورس میں اب تک 10 حضرات شرکت کر رہے ہیں۔ امور خانہ داری و تربیتی کورس میں 14 خواتین شرکت کر رہی ہیں۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

اسکول میں موسمِ گرما کی تعطیلات جاری ہیں۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستانِ جوہر

الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس میں تدریس کا عمل جاری ہے، اس کے علاوہ خصوصی محاضرات و لیکچرز کے تحت محرم الحرام فضائل و مسائل زیرِ تدریس جناب استاذ عاطف محمود صاحب، مسلمان خواتین کے دینی فرائض زیرِ تدریس جناب استاذ ڈاکٹر انوار علی صاحب منعقد ہوئے۔ بعد نمازِ فجر درسِ قرآن و حدیث کا سلسلہ جاری ہے جس کی ذمہ داری جناب ندیم گیلانی اور قاری غلام اکبر صاحبان ادا کر رہے ہیں۔ بعد نمازِ ظہر کتاب اصلاحی خطاب از مفتی تقی عثمانی کا مطالعہ بھی جاری ہے، جس کی ذمہ داری نائب مدیر ادارہ جناب سید جمیل احمد صاحب ادا کر رہے ہیں۔ بعد نمازِ عصر درسِ حدیث کا سلسلہ بھی جاری ہے جس کی ذمہ داری جناب قاری غلام اکبر صاحب ادا کر رہے ہیں۔ مزید خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ جناب ڈاکٹر انوار علی صاحب اور جناب عامر خان صاحب حاصل کر رہے ہیں۔

مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ میں بچوں کی تعداد 55 ہے۔ اس ماہ اسلامک سمر کیمپ کا بھی آغاز کیا گیا تھا، جو کہ 29 جولائی 2024ء کو خوش اسلوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ کورس کے آخر میں طلبہ و طالبات میں سند اور ریفریشمنٹ بھی تقسیم کی گئیں۔ نیز 1 نکاح بھی منعقد ہوا۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

الحمدللہ صبح کے اوقات میں رجوع الی القرآن کورس بحسن و خوبی جاری ہے۔ بروز ہفتہ دوپہر کے اوقات میں ترجمہ و تفسیرِ قرآن کی کلاس جاری ہے۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت صبح 9 تا 12 بجے اور دوپہر ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ بعد نمازِ مغرب بالغان کے لیے تجوید کی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب ادارہ ہذا میں درسِ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ شام کے اوقات میں حضرات و خواتین کے لیے "تفہیم الاسلام" کے عنوان سے شارٹ کورس جاری ہے۔ دوپہر کے اوقات میں ادارہ ہذا کے تین اساتذہ مختلف عنوانات کے تحت آن لائن کورسز میں تدریس کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ ادارہ ہذا کے شعبہ سندھی کے تحت رواں ماہ "آسان عربی گرامر (نوٹس)" کی کمپوزنگ کی گئی۔

قرآن مرکز لانڈھی

الحمدللہ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ للبنین والبنات میں تدریس کا عمل بحسن و خوبی جاری ہے۔ شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں 59، جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 53 طلبہ اور شعبہ بنات میں 55 طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ مدرسۃ البنین میں بزم طلبہ کا انعقاد کیا گیا جس میں طلبہ نے قراءت اور حمد و نعت میں حصہ لیا۔ یوم عاشورہ کی فضیلت کے موضوع پر استاذ حافظ لقمان صاحب نے طلبہ سے خصوصی گفتگو کی۔

حلقات و دورات دینیہ کے تحت حضرات کے لیے پیر تا جمعرات بعد نماز عشاء 1 گھنٹہ علم و عمل کورس جاری رہا، دوران ماہ اس کی تکمیل ہو گئی۔ حضرات کے لیے ہفتہ اور اتوار بعد نماز عشاء 1 گھنٹہ دروس اللغۃ العربیہ کی کلاس جاری ہے۔ خواتین کے لیے منگل اور بدھ سہ پہر 03:00 تا 04:30 علم و عمل کورس جاری ہے۔ ہفتہ وار قرآن فہمی کورس کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ سمر کورس جو بوائز کے لیے منعقد کیا گیا تھا اس کی تکمیل ہوئی۔

شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت ہفتہ وار مجلس تذکیر بالقرآن میں قرآن حکیم کی پانچویں منزل سورۃ لقمان کا مطالعہ جاری ہے۔ ناظم مرکز محمد ہاشم صاحب مدرس کی ذمہ داری ادا فرماتے ہیں۔ خطبۂ نکاح کی حکمت کے موضوع پر عامر خان صاحب، ناظم دعوت حلقہ کراچی جنوبی کا خصوصی بیان ہوا۔

شعبۂ ملّی میڈیا

خطباتِ جمعہ (محترم شجاع الدین شیخ صاحب):

ماہِ جولائی 2024ء میں محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن اور تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ اور سوشل میڈیا پر شائع کیا گیا:

- ماہ محرم، ہم کیا شہادت دے رہے ہیں؟
- قادیانی مسئلہ، بے نکاح افراد کی بڑھتی تعداد اور حل، نازک ملکی حالات میں جبر اور سختی یا نرمی اور لچک

خطباتِ جمعہ (محترم عامر خان صاحب):

ماہِ جولائی 2024ء میں محترم عامر خان صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطبہ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

- عقیدۂ ختم نبوت ﷺ اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں

خطباتِ جمعہ (محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب):

ماہِ جولائی 2024ء میں مسجد جامع القرآن (قرآن انسٹیٹیوٹ، گلستانِ جوہر) میں محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئیں جنہیں انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

- شہادت علی الناس
- فلسفۂ شہادت اور محرم الحرام
- صبر کیا ہے؟

ریڈیو پاکستان:

ماہِ جولائی 2024ء میں نگرانِ انجمن کے دو مختصر دروس ریڈیو پاکستان کو ارسال کیے گئے۔

اسرائیلی عزائم اور عالمِ اسلام کا مستقبل (اسلام آباد سیمینار):

گزشتہ ماہ، تنظیم اسلامی اسلام آباد کے زیر اہتمام ایک سیمینار کا انعقاد کیا جا رہا تھا، تاہم ایک روز قبل اس سیمینار کو منسوخ کر دیا گیا۔ اس کی تیاری، تشہیری مواد، فلیکس، ویڈیو ریکارڈنگ، لائیو اسٹریمنگ اور ایس ایم ڈی پروجیکشن کے لیے حلقہ اسلام آباد کو تکنیکی سہولیات فراہم کی گئی۔

انجمن خدّام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔
- علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیم قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں، اور
- ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن 375 – B، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021